گوشت خوری

جائز یا ناجائز؟

(معروف بہ "تحفہ لحمیہ")

تالیف

حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات

مولانا محمد قاسم صدیقی نانوتوی قدس اللہ سرہ

دار البصائر۔ بہاولپور

گوشت خوری جائز یا ناجائز؟

معروف بہ "تحفہ لحمیہ"

تصنیف: حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ

مقدمہ: حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی قدس سرہ

پیشکش: دارالبصائر۔ بہاولپور

m.ahmad1431@gmail.com

فہرست مضامین کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبشیر

نہایت ہی ذوق ورغبت کے ساتھ بار بار یہ خیال اکابر واصاغر کی زبانوں پر آتا رہا ہے کہ حضرت قطب وقت آیۃ من آیات اللہ مولانا محمد قاسم الخیرات قدس سرہ کی تصانیف جمیلہ جس طرح اپنے معنوی حسن وخوبی کے سبب بے نظیر ہیں، کاش اسی طرح وہ ظاہری زیب وزینت، حسن طبع، خوبی کاغذ اور نزاکت قلم میں بھی اپنی نظیر خود ہو جائیں۔ اس خیالی حرکت نے اپنے انتہائی مراحل طے کر لئے اور وہ بجائے خیالی کے ایک وجودی چیز بن گئی۔

موتمر الانصار کی جمعیت نے حضرت مرشدی واستاذی شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہ کی سرپرستی میں ''حجۃ الاسلام'' سے اس پاکیزہ سلسلہ کا آغاز کیا، جس سے کفش برادران قاسمی ودلدادگان اسرار علمی کی اشک شوئی ہوگئی لیکن زمانہ کی نامساعدت نے اس مبارک سلسلہ میں ایک طویل وعریض فترت حائل کر دی اور بجائے واقعہ کہ پھر یہ سلسلہ خیالی رہ گیا۔ مگر کچھ عرصہ بعد قدیم عزائم وآراء شوق ورغبت کی مدد سے پھر ابھرنے لگا اور تمناؤں کا اظہار شروع ہوا۔ اس احقر نے بحول اللہ وقوتہ اس مبارک سلسلہ کی تکمیل کا ایسی انداز پر ارادہ کیا ہے جس طرح وہ حضرت استاذی ومرشدی قدس سرہ کے عہد حیات میں شروع ہوا تھا۔

صد شکر جس مبارک سلسلہ کا پہلا نمبر قبل ازیں ''حجۃ الاسلام'' کی صورت میں نور افزائے نظر ہوا تھا، اُسی سلسلہ کا دوسرا نمبر ''تحفہ لحمیہ'' کے لباس میں آج آپ کے سامنے آرہا ہے۔ تصحیح، حسن طبع اور موزونیت تقطیع کا کامل لحاظ کیا گیا ہے۔ بسیط مضامین کے سہل الوصول بنانے اور باآسانی متفرق مضامین کو تلاش کرنے کیلئے عنوانی نشانات اضافہ کردیئے گئے ہیں اور یہی وہ طرز ہے کہ جس پر کل تصانیف (ان شاءاللہ) آپ کے سامنے آئیں گی۔

یہ صحیح کہ اتنا دقت خیز اور مشکل سلسلہ کسی وقیع، شاندار اور مشہور قلم سے حد تکمیل کو نہیں پہنچ رہا تاہم اگر ایک غیر مشہور اور کم مایہ ہاتھ سے ایک چیز پردۂ عدم سے چہرہ نکال سکتی ہے اور کم از کم خیالی وجود سے واقعی وجود کا لباس پہن سکتی ہے تو ایسے دست وقلم کی یہ حرکت یقیناً اس کی کم مائیگی اور بے بضاعتی کے لئے کافی تدارک ہے۔

وماتوفیق الاباللہ

(حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری) محمد طیب عفا اللہ عنہ

(سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گوشت خوری کی ممانعت پر بڑی سے بڑی دلیل

جولوگ گوشت کھانے کو بہت بُرا جانتے ہیں اُن کے پاس بجز اِس کے کوئی دلیل نہیں ہے کہ ظاہر میں ذبح کرنا جانوروں کا ظلم معلوم ہوتا ہے اور ظلم ہر مذہب وملت میں بلکہ ہر کس و ناکس کے نزدیک بُرا ہے۔ پس باوجود اِس کے نہیں معلوم کہ کھانے والے کیوں ہزاروں جانوں کو تلف کر کے ایک اپنا دل خوش کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے کہ ایک مخلوق کی مخلوق پر اس قدر جفا کہ اُس سے زیادہ کیا ہوگا، کرتے ہیں۔

جوابی مضمون کی تمہید

واقعی یہ دھوکہ ایسا ہے کہ ایک دفعہ تو اچھے عقلمندوں کو بھی بچلا دیتا ہے۔ پس ان حضرات کو اگر خدائے تعالیٰ عقل سلیم اور نظر انصاف عنایت فرمائے تو صاف معلوم ہوجائے کہ اس کو ظلم سمجھنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص جس کو سونے اور پیتل ،اور بلور اور پھٹک، اور زمرد اور سبز کانچ کی تمیز نہ ہو اور سونے اور بلور، زمرد کی دکان پر جائے اور دیکھے کہ ہزار ہا سُنّار اور جوہری گودیں بھر بھر لئے جاتے ہیں پَر اپنی بے تمیزی سے سونے کو پیتل ،اور بلور کو پھٹک، اور زمرد کو سبز کانچ سمجھ کر چھوڑ دے، اور

اُٹھانے والوں پر اعتراض کرے۔ سو ایسوں ہی کے حق میں کہا ہے:

؎ مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں

مناسب تو یوں تھا کہ یہ بھی اُن کا اتباع کرتا اور جانکاروں کو طلبگار دیکھ کر اپنی سمجھ کو غلط سمجھتا تو محروم نہ رہتا۔

عالَم کی کثرت گوشت خوری کی طرف ہے اور بہت سی اقوامِ ہنود بھی گوشت خور ہیں

دستورِ عام ہے کہ جس طرف زیادہ عاقل ہوتے ہیں اُسی طرف عقل کی بات ہوتی ہے۔ پھر تماشا ہے کہ سارا جہان تو ایک طرف ہو یہاں تک کہ ہندوؤں میں سے بھی بہت سی قومیں۔ پھر بھی اہل ہنود گوشت کھانے کو ظلم اور کھانے والوں کو ظالم سمجھیں، اور اپنی وہی مُرغے کی ایک ٹانگ کہے جاویں۔ اِس سے زیادہ اور کیا ناحق شناسی ہوگی؟

منصف کے نزدیک تو یہی بات بہت ہے۔ پَر مزید توضیح کے لئے اتنا اور بیان کیا جاتا ہے۔

ظلم کی حقیقت

کہ ظلم کے معنیٰ نہ فقط ایذا رسانی ہے ورنہ سانپ، اور بچھو، اور شیر کا مارنا بھی

جوسب کے نزدیک بالاتفاق ہندو ہوں یا مسلمان جائز ہے بلکہ بعض موقع پر واجب ، یقیناً حرام ہو جاتا۔ بلکہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ کسی غیر کی چیز کو، گو کسی کام کی نہ ہو اُس کی بے اجازت اپنے تصرف میں نہ لاؤ۔

اپنی مِلک میں تصرف کرنا ظلم نہیں

اپنی چیز کا اختیار رہے۔ جلاؤ یا پھونکو، توڑو یا موڑو۔ اسی لئے اگر کوئی کسی کے پھٹے پرانے کپڑے کو پھاڑ دے تو ہر کوئی ظلم کہہ کہہ کے جینے سے تنگ کر دیتا ہے ۔اور اگر وقت ضرورت کے کوئی شخص اپنے کشمیری دوشالہ کو بھی جلا کے کھانا پکا لے یا دوسرے کو پکانے کو دیدے بلکہ بے ضرورت بھی اگر ضائع کر دے یا کرادے تو کوئی ظلم نہیں کہتا، خود کرے یا دوسرے سے کرنے کو کہے۔

سو جیسے ہم بیع وشراء، واجارہ ووصیت، اور وراثت کے سبب اِن اشیاء کو اپنا خیال کرتے ہوں اور اِن خیالی باتوں پر آپس میں کیا کیا حُجتیں ہوں کہ الٰہی پناہ! باوجودیکہ عقلاً سب انسان سب چیزوں میں برابر نظر آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو بوجہ مالکیت کاملہ تمام کائنات پر ہر قسم کے تصرف کا حق حاصل ہے

اس صورت میں اگر خداوند کریم بھی جس نے ہمیں اور سب چیزوں کو بنایا ہے

، جہان کو اپنا کہے اور گائے بھینس بکری وغیرہ کو اپنا کر کے اپنی اشرف المخلوقات کو اجازت دے کہ ان کا گوشت تمہارے کار آمد ہے ،کھاؤ اور مزے اُڑاؤ۔ پَر حد سے باہر نہ جاؤ۔ تو فرمایئے کیا گناہ ہے اور کون سی تقصیر؟

گر طمع خواہد زمن سلطانِ دین

خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں

گوشت خوری ظلم نہیں بلکہ موجب زیادۃ اطاعت ہے

بلکہ دیکھئے تو یہ احسان باعث زیادتیٔ اطاعت اور موجب ترقیٔ محبت الٰہی ہوگا۔ جب یہ نعمت ملے گی تو شکر الٰہی زبان پر جاری ہوگا اور یاد آئے گا کہ ہم اور یہ سب برابر تھے فقط عنایت الٰہی نے ہمیں اشرف اور انہیں کمتر کر کے ان کو ہمارے کھانے، اور پینے ،اور سواری ،اور بوجھ اُٹھانے کے لئے ہمارا مسخّر بنادیا۔ اگر اُلٹا کر دیتا تو کون اُس کا مانع تھا۔ باقی انسان کا اشرف ہونا ایسا نہیں جو کوئی نہ جانتا ہو۔ ہاں اگر کوئی ہماری بدشگنی کے لئے اپنی ناک کٹائے اور گئو، بھینس، بکری کو انسان سے افضل کہے، تو انسان سے تو کیوں افضل ہوں گے البتہ ایسے جاہل سے گائے بکری چھوڑ گدھا بھی افضل ہے، سوایسوں سے ہمارا کلام نہیں۔ بندہ انصاف والوں سے کام رکھتا ہے۔

گوشت خوری از روئے طب بھی کثیر المنافع ہے

الحاصل جب انسان افضل ٹھہرا اور بملاحظہ منافع کثیرہ جو باتفاق اطباء عالَم گوشت میں موجود ہیں، گوشت انسان کے بہت کار آمد نکلا۔ اگر خداوند کریم اُس کے کھانے کی اجازت نہ دے تو اُس کو حکیم کون کہے۔

مانع گوشت کی مثال

بلکہ اُس میں اور اُس شخص میں کیا فرق ہو جس کے گھر میں بچّے بھوکے مرتے ہوں پَر بایں خیال کہ اگر ان کے ہاتھ میں روٹی دونگا تو یہ روٹیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے، کھا کر کھانے کا پاخانہ بنا دیں گے، اِس ظلم کے خیال میں اُس ظلم کو گوارا رکھے اور بچوں کو روٹی دھری دھرائی سے ترسائے۔ الغرض بنظر شفقت اور مالکیت الٰہی اور افضلیتِ انسانی کیا بعید ہے کہ گوشت حلال ہو۔

گوشت ہر مذہب میں جائز ہے

اور ظاہراً یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب و مشرب میں اس کا رواج ہے۔ ہنود میں بھی بہت سی قومیں اوروں کی شریک ہیں بلکہ خود تو خود اپنے معبودوں کے لئے بھی مثل دیبی وغیرہ بکروں کا جھٹکا کر کے نذر کرتے ہیں۔ شاید بہت ہی عمدہ سمجھتے ہوں گے جو معبودوں کے لئے تجویز کیا۔

مذاہبِ عالَم اور عامۂ اقوامِ ہنود میں

بڑی نذر اور بڑا شکر خون ہے

اور جو ''شاستر'' کو جانتے ہیں اور ''بَید پُران'' کو جانتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ جس وقت کہ برہمن زادہ تحصیلِ علم کرکے گھر آتا تھا، گئو کی قربانی کرکے کچھ کیا کرتے تھے۔ سو اگر اس بات کو ظلم یا حرام جانتے تو ایسے وقت شکر میں جو اچھے کاموں اور عبادتوں کا وقت ہے ہرگز نہ کرتے بلکہ نام سے بھی بُرا مانتے۔

ہنود پر ایک زبردست الزام

اور اگر بالفرض یہ نقل غلط ہو تو اس سے زیادہ اب ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں ایسے بہت کم ہونگے کہ چمڑے کی جوتیاں نہیں پہنتے۔ گوشت کھانے میں تو تعظیم بھی تھی، فقط ایک ایذا کے خیال سے جی کھٹکتا تھا۔ جوتیاں بنانے میں فرمایئے کون سی تعظیم ہے؟۔ یہ وہی مثل ہے کہ گُڑ کھائیں پَر گلگلوں سے پرہیز۔ کوئی بہت کہے تو یہ کہے کہ یہ ہمارے دین کی بات نہیں یونہی ایک رسم پڑ گئی۔ سو یہ وہ بات ہے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ۔ کیونکہ مسلمان اگر ایسے کام کرتے ہیں تو بزعمِ خود خدا کا کہا کرتے ہیں، ہندوؤں کو کس بلا نے گھیرا کہ بے وجہ بے سہارے اس قدر گئو کی اہانت کرکے مسلمانوں کے منہ دکھلانے کے لائق نہیں رہتے۔ سو خیر یہ کہانی کہاں تک

کہئے۔اصل مطلب کو کان دھر کر سنئے!

خدا تعالیٰ کی شفقت اور انسان کی افضلیت حِلّتِ گوشت کی دلیل ہے

جب خدا حکیم شفیق اور انسان افضل المخلوقات ٹھرا،اور گوشت کا نافع اور لذیذ ہونا مقرر ہو چکا،اور اُس کے ساتھ ایک جہان کو اول سے اب تک گوشت کھانے اور حلال کہنے پر متفق اللفظ سُنا،اور دیکھا،اور اُن کے مقابل میں فقط ہنود کو جو باعتبار مقدار کے عشر عشیر بھی نہ ہوں گے،اور باعتبارِ عقل اور علم،اور رسوم اور عادات،اور بلند ہمتی کے ہمسنگ پاسنگ بھی نہیں۔ایک مانع دیکھا تو عقلِ سلیم نے ان سب وجوہِ مذکورہ پر نظر کر کے یوں سمجھا کہ گوشت کی حِلّت میں تو کچھ شک نہیں،پَر ایسا بھی نہ ہونا چاہئے کہ ہر دم و ہر لحظہ گائے کے گلے پر طور بے طور چھری لئے تیار رہیں اور مثل شیران بیشہ ہر طرح خونخواری ہی سے کام ہو۔

آدابِ ذبح اور اس کے اسرارِ عقلیہ

ہاں اگر ذبح کرنا منظور ہو تو اول بے نیازئ الٰہی یاد کریں اور اپنے دل میں کہیں کہ اگر ہمارے واسطے ذبح کا حکم دے کر دوسروں کے واسطے ہمیں حلال کرتا تو ہم اس کی مِلک تھے اب جو اس نے ہمارے لئے انہیں حلال بنایا تو چاہئے کہ اسی کے نام

پرہم یہ کام کریں اوراُس کی جان سمجھ کر بطور نثار اُس کے لئے قربان کریں۔سب جانیں اُس کی ہیں اسی کے نثار ہونی چاہئیں۔

جہاد بالنفس وبالمال اور ذبیحۂ اسلامی میں مناسبت

انسان اپنے موقع پروقت پاکراُس کی راہ میں سرکٹائیں ،مال لٹائیں اورمارے جائیں ،اوراپنے پاک پاک اورطیب جانوروں کااس کے نام پرنثار کریں،اوراُن سے ہاتھ اٹھائیں،پھران کے گوشتوں کوخدا کے نام کی برکت اعتقاد کر کے بہت رغبت سے کھائیں،اوران کھالوں اور ہڈیوں کواستعمال میں لائیں۔

یہ بات ہرچندسردست اُن لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے گی جن کے دلوں میں سالہاسال سے گوشت کی بُرائی جمی ہوئی ہے۔وہ مثل ہے کہ کسی ہندوپیرسال نے وقت تقاضائے اسلام کے مسلمان مجاہد سے کہا تھا کہ میاں ستّر برس کارام جی میں بیٹھا ہوانکلتے ہی نکلتے نکلے ہےلیکن جولوگ اپنی خُو اورعادت سے الگ ہوکران وجوہِ مذکورہ پرنظرِغور سے مقولۂ ہنوداوراہلِ اسلام میں محاکمہ کریں گے تواس کے سوااورکیا کہیں گے کہ گوشت کا کھانا اگربوجہ ظلم وتعدی نادرست ہوتا توقطع نظروجوہِ مذکورہ کے سواری اورجانوروں پرلادنا،پھاندنا اوراُن کوبجبر مقیداورمحبوس رکھنا بھی ناروا ہوتا۔

گوشت خوری کا اک الزامی جواب

تھوڑے بہت کا فرق ہے ۔قتل اگر گناہِ کبیرہ ہے تو مارنا، پیٹنا، قید رکھنا کچھ ثواب نہیں ہو جاتا۔

اشرف کے لئے ادنیٰ کا استعمال عین فطرت ہے

الغرض ناچار یہی کہنا پڑے گا کہ انسان کو خدا تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اشرف کے لئے ادنیٰ کا استعمال میں لانا قاعدہ عام ہے ۔یہی مسلمان کہتے ہیں کہ اشرف المخلوقات کے لئے اُس نے مناسب نامناسب دیکھ کر اجازت کھانے پینے اور استعمال میں لانے کی دی ہے۔اور رفعِ شبہ کے لئے ہزار ہا مثالوں سے اس عالَم کو بھر دیا۔اگر اس وجہ سے اِسی عالم کو عالم مثال کہئے تو بجا ہے کیوں کہ تمام عالم کے کاروبار اُس کی خدائی کا نمونہ ہیں۔

کاٹ تراش اور توڑنا پھوڑنا ہر جگہ ظلم نہیں

آخر کون نہیں جانتا کہ اچھے مکان کے بنانے کے وقت اینٹوں کو کیسا کیسا پھوڑ گھڑ گھڑ کے لگاتے ہیں۔مکان اور اہل مکان کو اینٹوں سے افضل سمجھا تو یہ ستم اینٹوں پر روا رکھا۔استنجا کے واسطے کسی نے نہ دیکھا ہوگا کہ اینٹ یا سنگِ موسی، یا سنگ مرمر، یا زمرد، یا لعل کو گھڑ کے، اور بیل بوٹے ان پر تراش کے تیار کر کے رکھتا ہو۔

الغرض جب یہ قاعدہ ہنود کے نزدیک بھی مسلم ٹھہرا تو پھر کیا وجہ ہے کہ مثل جوتیاں پہننے ،اور بجبر سوار ہونے ،اور لادنے پھاندنے کے اہل اسلام کے گوشت کھانے میں شریک نہیں ہوتے ۔اور مع ہذا باوجودیکہ بملاحظۂ رسوم مذہبی اور اطوارِ عبادت اور شعار اہل اسلام کے اکثر لوگ اس دین کو پسند کرتے ہیں ،ایک ظاہر کی کم فہمی پر اُلٹے اہل اسلام پر اعتراض کرتے ہیں اور شرفِ اسلام سے محروم رہ جاتے ہیں ۔اگر سمجھ کو فرق تھا تو یہ اس کا جواب ہے اور اگر برادری کا خوف ہے تو خدا خوف کے لئے کچھ برادری سے کم نہیں ۔ہاں اگر اہل اسلام آدمی کا کھانا آدمی کے لئے درست بتاتے اور آدم خوری کراتے تو ہم بھی کہتے کہ ہندو بیچارے سچ کہتے ہیں ، یہ عقل میں نہیں آتا کہ خدا کے گھر سے نازیبا حکم آئے ۔

گوشت کو بالکل قبول نہ کرنا تکبر اور قلت محبت الٰہی ہے

بلکہ خدا کے جاہ وجلال اور جمال پر اگر نظر کریں ،اور اپنی بندگی اور عاجزی کو دیکھیں ،اور پھر تصور کریں کہ اُس نے یہ نعمتیں ہمارے لئے بنائی ہیں ،تو قطع نظر اِس کے کہ اُن نعمتوں کا قبول نہ کرنا قلت محبت اور کثرت غرور ونخوت پر بمقابلہ خدا تعالیٰ کے دلالت کرتا ہے ،اور مضمون بندگی اور فرمانبرداری سے بہت بعید ہے ،اور قاعدۂ عشق ومحبت سے کہیں دور ،اندیشہ اس کا ہے کہ کہیں موردِ عتاب نہ ہو جائیں ۔

مانعِ گوشت کی سوءِ فہم پر ایک واضح تمثیل

ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی بادشاہ کسی ادنیٰ سے نوکر کو کچھ مٹھائی یا روٹی وغیرہ عنایت کرے اور فرمائے کہ کھاؤ، اور وہ بایں خیال کہ اگر کھاؤں گا تو یہ بادشاہ کی چیز ہے اس کی ہیئت بگڑ جائے گی ،ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ ہو جائے گی ،اور پیٹ میں جا کر کچھ کا کچھ بن جائے گی ،انکار کرے اور نہ کھائے ،اور غنیمت سمجھ کر سر و آنکھوں پر نہ رکھے بلکہ اُلٹا پھیر دے تو اس بادشاہ کو کیا اچھا معلوم ہو گا؟

الغرض بنظر ان چند کلّیات کے جو اس کلام میں ملحوظ ہیں صاف ہویدا ہے کہ گوشت بے شبہ حلال ہے اور اس کا بالکل ترک کر دینا اچھا نہیں۔اس بات کو جو دیکھا تو اہلِ اسلام کے مذہب کے بالکل مطابق پایا جاتا ہے۔

مردار اور حرام جانوروں کے ممنوع ہونے کی حکمت

چنانچہ مردار کا نہ کھانا اور بہت سے ایسے جانوروں کا جن میں ناپا کی یا کوئی خوئے بد غالب معلوم ہوتی ہے صاف کہے دیتے ہی کہ ان کے مذہب میں اس بات پر لحاظ ہے کہ اگر خدا کا نام نہ لگا ہو اور اس کے لئے جاں نثاری نہ ہوئی ہو تو قطع نظر اس کے کہ خون اس کا مر کر گوشت و پوست میں رَل مِل گیا اور اپنا سا ناپاک سب کو بنا دیا، اب نعمت نہ رہی بلکہ نقصان کی چیز بن گئی تو وہ بے برکت ہے اور اس میں سے کچھ اپنے معبود و محبوب کی بو نہیں آتی ۔اور ایسے ہی اگر کسی روح کو بسبب ناپاکی یا کسی

اور بُرائی کے، قابل نذر خداوندی کے نہیں جانتے تو اپنے لئے بھی اسے حرام سمجھتے ہیں کیوں کہ اپنا کھانا توطفیل میں اپنے معبودِ محبوب کے سمجھتے ہیں اور بایں ہمہ جو چیز خود ہی بُری ہے وہ دوسرے کو کیا نفع دے گی بلکہ موافق قاعدۂ تاثیر دواء وغذا کے جو اس میں اثر ہے وہی اثر کرے گی پس اس صورت میں گوشت کا نعمت ہونا بھی جو اصل، اور لم، اور وجہ حلت کی تھی نہ رہی۔

حلت گوشت اُس کے نعمت ہونے پر مبنی ہے فقط خواہش نفسانی پر نہیں

ورنہ اگر یہ ستم گری فقط بتقاضائے خواہش نفسانی ہوتی تو کون مانع تھا کہ سُوَر، کتے، بلی وغیرہ کو چھوڑ دیتے۔ فقط یہی خیال رہا کہ نہ یہ قابل نثار کرنے خدائے جلّ شانہ کے ہیں اور نہ کوئی نعمت ہیں۔

ہر جانور کے گوشت میں اُس کے خصائل سرایت کئے ہوئے ہیں

بلکہ اگر فرض کرو کہ آدمی سُوَر کھانے لگیں تو جیسی سُوَر میں بے حیائی ہے کہ اپنے جوڑے سے اگر کسی کو جفتی کرتے دیکھتا ہے تو اور جانوروں کی طرح کچھ اس کو غصہ نہیں آتا۔ اسی طرح سُوَر خوروں میں بھی یہی پیدا ہوگا اور کسی کو ان میں سے

ماں، بہن، جورو، بیٹی کی غیرت نہ رہے گی، اور جیسے اس کو صبح سے شام تک ناپاکی میں گزر جاتا ہے اور لحظہ کو نہیں گھبراتا، دنیا گندی سے اُن کا دل بھی نہیں گھبرائے گا، اور خدا کی عبادت کا وار ہفتہ میں ایک دن بھی نہ آئے گا۔ کیوں کہ خدا کی عبادت اور یاد، دِل پاک سے ہوسکتی ہے۔ ناپاک اس سے گھبراتا ہے۔

؎ کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

الغرض جو منصف اور بیدار مغز ہیں وہ ایسے فرق خوب سمجھتے ہیں، اور مجموعۂ اہل اسلام کو اور مجموعوں سے نسبت دے کر اوسط نکال لیتے ہیں اور بملاحظۂ کثرتِ عبادات جو مسلمانوں میں دیکھتے ہیں، سمجھ جاتے ہیں کہ اوروں کی نسبت اکثر دل پاک ہیں تو مسلمانوں ہی کے ہیں، اور اسی طریقہ سے رفتہ رفتہ ان کی عقل کو یہاں تک رسائی ہوجاتی ہے کہ ظاہراً یہ ثمرہ خوبیٔ احکام کا معلوم ہوتا ہے۔ مثل ہے کہ جیسا بیج ویسے ہی پھل پھول۔

نوٹ

(ا)اب آگے جس قدر بھی مضمون ہے وہ حضرت نانوتوی قدّس اللہ سرہ کا نہیں ہے ۔بلکہ بطور ضمیمہ کے جامع العلوم والفنون حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ یا اور کسی بزرگ کا اضافہ فرمایا ہوا ہے ۔اس کا علم ایک یادداشت سے ہوجو حضرت نانوتوی قدس سرہ نے اپنے قلم سے اپنے مملوکہ نسخہ تحفہ لحمیہ پر تحریر فرمائی تھی جو محفوظ ہے۔محمد طیب عفا اللہ عنہ

بے دینوں کیخلاف دلیل

یہاں ایک اور بات قابل بیان کرنے کے ہے کہ بیان مذکورہ بالا اُس وقت درست ہو کہ ہنود اور مسلمانوں سے بحث پڑے لیکن یہ تقریر اس وقت کارآمد نہیں کہ کوئی شخص جو کسی دین کا پابند نہیں ،گوشت کھانے پر اعتراض کرے کیوں کہ اُس کے سامنے یہ کہنا کہ خداوند کریم نے اپنی مخلوقات میں سے اشرف کو اَنعام کے استعمال کا حکم دیا ہے ،خواہ اُن کو لادنے پھاندنے میں کام لاویں یا گوشت کھانے میں ،تو ایسا شخص اس جواب پر قانع نہ ہوگا اس لئے کہ مُلحد تو خدائے تعالیٰ کے قائل نہیں ہوتے تو پھر اُس کے حکم کو اُن کے سامنے بیان کرنا بے فائدہ ہے۔

تمام اَدیان سے قطع نظر کر کے محض عقل بھی گوشت خوری کی مؤیّد ہے

بلکہ اُن کے لئے کوئی عقلی دلیل چاہئے جس میں ان کو بھی مجال دَم مارنے کی نہ
اس لئے ہم یہاں ایک مختصر دلیل عقلی بھی لکھے دیتے ہیں تاکہ اس قسم کے لوگوں کے
لئے کارآمد ہو۔ وہ یہ ہے کہ جہان کے جانداروں میں ایک وضع خلقی پائی جاتی ہے کہ
اُس وضع کو امور دنیاوی میں بہت دخل ہے مثلاً گھوڑے کے استعمال کا طور لگام دینے
اور پشت پر بوجھ لادنے سے ہے ،اور بیل کے کام میں لانے کا طور ناتھ ڈالنے
اور گردن پر جوا رکھنے سے۔ اگر اس کے خلاف کیا جاتا ہے تو جانوروں کی صورت
بگڑ جاتی ہے اور یہ محتاج بیان نہیں ،جن لوگوں نے دھوبیوں اور سقوں کے بیل دیکھے
ہوں گے وہ خود سمجھ لیں گے۔ اسی طرح ہر ایک کے لادنے کا طور جدا ہے،گھوڑے
کو کھڑا ہوا لادتے ہیں اور اونٹ کو بیٹھا ہوا۔ غرض کہ جتنے جانور ہیں اُن کی وضع جبلی
کے لحاظ سے ہر ایک قسم میں وہ بات پائی جاتی ہے جو دوسروں میں نہیں۔ اب
اگر ہر جاندار کی خوراک پر لحاظ کیا جاتا ہے تو یہ بھی پرند اور چرند میں مختلف وضع کے
لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً پرندوں میں جن کی نوک ترچھی ہے اُن کی خوراک
گوشت ہے اور جن کی نوک سیدھی ہے وہ گوشت کے گرد نہیں پھرتے ،اور اگر اس
قاعدہ سے ایک دو پرند مستثنٰی ہوں تو ہمارے مطلب میں مخل نہیں۔ اور چوپایوں میں

گوشت خوروں کی یہ عادت رکھی گئی ہے کہ اُن کے دو کیلے اور ڈاڑھیں کچھ گول ہوتی ہیں اور جن کی خوراک گھاس وغیرہ ہے اُن کی ڈاڑھیں چپٹی ہوتی ہیں گو بعض کے نیش مثل کیلوں کے ہوتے ہیں جیسے اونٹ کے یا گھوڑے کے، مگر داڑھوں کی شکل گائے ،بیل اور اونٹ کی یکساں ہے اور یہ ایسی پہچان ہے کہ اگر چوپایہ سامنے نہ صرف اُس کی ڈاڑھیں پیش کی جائیں تو پہچان سکتے ہیں کہ اس کی خوراک گوشت ہے یا گھاس۔

گوشت خوری انسان کی فطرت ہے

پھر چونکہ آدمی بھی ایک جاندار غیر پرند ہے تو اس کی ڈاڑھوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مثل اُن جانوروں کے ہیں جو گوشت کھاتے ہیں، گھاس کھانے والوں کے سے نہیں ۔اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس کی وضع جبلی گوشت کھانے کو مقتضی ہے اور اس وجہ سے تمام دنیا میں کوئی ملک ایسا نہ پاؤ گے جس کے باشندے بالکل گوشت کے تارک ہوں۔

ذبح کرنے کی فلسفی علت

باقی رہا یہی کہ اہل اسلام ذبح کر کے کیوں کھاتے ہیں اگر وضع جبلی کا لحاظ ہے تو مثل اور جانوروں کے فرق مذبوح، اور جھٹکے، اور مردہ کا عبث ہے ۔اس کا جواب عقلی یہ ہے کہ ذبح کیا ہوا جانور لذیذ زیادہ ہوتا ہے اور یہ امر اُن لوگوں پر مخفی نہیں

جو دونوں قسم کے جانور کھاتے ہیں ۔بہت غیر مذہب لوگوں کو دیکھا ہے کہ اپنے کھانے کے لئے جانور کو ذبح کرا لیتے ہیں اگر اس میں کچھ لذت زیادہ نہ ہوتی تو وہ یہ حرکت کیوں کرتے ۔علاوہ ازیں منصف مزاج بیان کر دیتے ہیں کہ اس صورت خاص سے ذبح ہونے سے لذت زیادہ ہوتی ہے۔اور جو متعصب یا بے عقل ہیں وہ اپنی وہی گائیں گے اور مُرغی کی ایک ٹانگ بتائیں گے۔سو ہمیں اس باب میں کچھ سینہ زوری کرنی نہیں ، جو سمجھے وہ سمجھے، جو اس پر بھی نہ سمجھے، اُسے خدا سمجھے۔

آمین، آمین، آمین

والحمدلله رب العالمين والصلوة علىٰ خير خلقه محمدو آله واصحابه اجمعين

ادارے کی دیگر مطبوعات

(۱) اسلام کی حقانیت

تصنیف: حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ

(۲) جمال قاسمی

تصنیف: حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ

(۳) عظمت وحی

افادات: شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی قدس سرہ

(۴) مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حکمت قاسمیہ

ترتیب: مولانا مدثر جمال تونسوی

(۵) تحریک سید احمد شہید قدس سرہ

تالیف: مولانا مدثر جمال تونسوی